



(1923)

مشتاق احمد یوسفی

مشتاق احمد یوسفی ٹونک، راجستھان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ تقسیم وطن کے بعد پاکستان منتقل ہو گئے۔ وہ ہمارے دور کے مشہور طنز و مزاح نگار ہیں۔ ان کے مزاحیہ مضامین اپنے دل چسپ انداز بیان کی وجہ سے بہت مقبول ہیں۔ وہ الفاظ سے مزاح پیدا کرنے کے فن میں بڑی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی ظرافت میں طنز کی گہرائی ہے۔ اپنے اس طنز کو انھوں نے 'میٹھی مار' کا نام دیا ہے۔ بات میں بات پیدا کرنے کے علاوہ اشعار اور مصرعوں کے بر محل اور برجستہ استعمال سے ہنسنے ہنسانے کا سلیقہ انھیں خوب آتا ہے۔

مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں میں ایسی اپنائیت ہوتی ہے کہ قاری بلا تکلف ان کے قہقہوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ مگر وہ صرف ہنساتے نہیں ہمارے فکر و شعور کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی الفاظ کے مزاج داں ہیں۔ لہجے کے اتار چڑھاؤ اور نزاکتوں سے بھی خوب کام لیتے ہیں۔ 'چراغ تلے،' 'خاکم بدہن،' 'زرگزشت' اور 'آبِ گم' ان کی معروف کتابیں ہیں۔

زیر نظر مضمون میں یوسفی نے کھانا پکانے کے ہنر کو ایک 'فن' قرار دیا ہے۔ انھوں نے مزاح کے طور پر 'فنون لطیفہ' میں لفظی رد و بدل کر کے 'جنون لطیفہ' کر دیا ہے۔



5024CH06

جنون لطیفہ

بڑا مبارک ہوتا ہے وہ دن جب کوئی نیا باورچی گھر میں آئے اور اس سے بھی زیادہ مبارک دن جب وہ چلا جائے۔ اطمینان کا سانس لینا بقول شاعر، صرف دو ہی موقعوں پر نصیب ہوتا ہے:

اک ترے آنے سے پہلے اک ترے جانے کے بعد

خود کام کرنا بہت آسان ہے مگر دوسروں سے کام لینا نہایت دشوار ہے۔ اب اسے ہماری نااہلی کہیے یا کچھ اور کہ کوئی خانسا ماں ایک ہفتے سے زیادہ نہیں ٹکلتا۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ہنڈیا اگر شہزادی نے چڑھائی تو بگھار رمضان نے دیا اور دال بھاتی خاں نے۔

مقصود ان باورچیوں کا تعارف کرانا ہے جن کی خدمت کرنے کا شرف ہمیں حاصل ہو چکا ہے۔ اگر ہمارے لہجے میں کہیں تلخی آجائے تو معاف فرمائیں۔

کچھ دن ہوئے ایک مڈل فیل خانسا ماں ملازمت کی تلاش میں آ نکلا اور آتے ہی ہمارا نام اور پیشہ پوچھا۔ پھر سابق خانسا ماؤں کے پتے دریافت کیے اور یہ کہ آخری خانسا ماں نے ملازمت کیوں چھوڑی؟ باتوں باتوں میں یہ بھی کہ ہم ہفتے میں کتنی دفعہ باہر مدعو ہوتے ہیں اور باورچی خانے میں چینی کے برتنوں کے ٹوٹنے کی آواز سے ہمارے اعصاب اور اخلاق پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے۔

ہمیں یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ ہم میں وہی خوبیاں تلاش کر رہا ہے جو ہم اُس میں ڈھونڈ رہے تھے۔ یہ آنکھ مچولی ختم ہوئی اور کام کے اوقات کا سوال آیا تو ہم نے کہا کہ اصولاً ہم مخنتی آدمی پسند کرتے ہیں۔ خود بیگم صاحبہ صبح پانچ بجے سے رات کے دس بجے تک گھر کے کام میں لگی رہتی ہیں۔ کہنے لگے، صاحب ان کی بات چھوڑیے وہ تو گھر کی مالک ہیں،

میں تو نوکر ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ انھوں نے یہ وضاحت بھی کر دی کہ برتن نہیں مانجھوں گا، جھاڑو نہیں دوں گا، ایش ٹرے صاف نہیں کروں گا، میز نہیں لگاؤں گا، دعوتوں میں ہاتھ نہیں دھلاؤں گا۔ ہم نے گھبرا کر پوچھا ”پھر کیا کرو گے؟“

”یہ تو آپ بتائیے۔ کام آپ کو لینا ہے، میں تو تابع دار ہوں۔“

جب سب باتیں طے ہو گئیں تو ہم نے ڈرتے ڈرتے کہا: بھی سودا سلف لانے کے لیے فی الحال کوئی علیحدہ نوکر نہیں ہے اس لیے کچھ دن تمہیں سودا بھی لانا پڑے گا۔ تنخواہ طے کر لو۔ فرمایا: ”جناب تنخواہ کی فکر نہ کیجیے۔ پڑھا لکھا آدمی ہوں۔ کم تنخواہ میں بھی خوش رہوں گا۔“ ”پھر بھی؟“ کہنے لگے! ”پچھتر روپے ماہوار ہوگی لیکن اگر سودا بھی لانا پڑا تو چالیس روپے۔“

ان کے بعد ایک ڈھنگ کا باورچی آیا مگر بے حد دماغ دار معلوم ہوتا تھا۔ ہم نے اس کا پانی اتارنے کی غرض سے پوچھا: ”مُغلی اور انگریزی کھانے آتے ہیں؟“۔ ”ہر قسم کا کھانا پکا سکتا ہوں۔ حضور کا کس علاقے سے تعلق تھا؟“



ہم نے صحیح صحیح بتا دیا۔ جھوم ہی تو گئے۔ کہنے لگے: ”میں بھی ایک سال اُدھر کاٹ چکا ہوں۔ وہاں کے باجرے کی کھجری کی تو دُور دُور تک دُھوم ہے۔“ لہذا اُنھوں نے کہا: ”میں نے بارہ سال انگریزوں کی جوتیاں سیدھی کی ہیں اس لیے اُکڑوں بیٹھ کر چولہا نہیں جھونکوں گا۔“ مجبوراً کھڑے ہو کر پکانے کا چولہا بنوایا۔

ان کے بعد جو خانساں آیا، اس نے کہا ”میں چپاتیاں بیٹھ کر پکاؤں گا مگر بُرا دے کی انگیٹھی پر۔“ چنانچہ لوہے کی انگیٹھی بنوائی۔ تیسرے کے لیے چکنی مٹی کا چولہا بنوانا پڑا۔ چوتھے کے مطالبے پر مٹی کے تیل سے جلنے والا چولہا خریدا اور پانچواں خانساں اتنے سارے چولھے دیکھ کر ہی بھاگ گیا۔ اُس ظالم کا نام یاد نہیں آ رہا۔ البتہ صورت اور خد و خال اب تک یاد ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ آخر ایک دن ہم سے نہ دیکھا گیا اور ہم نے سختی سے ٹوکا کہ گھر کا کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ تنک کر بولا ”صاحب ہاتھ بیچا ہے زبان نہیں۔“ اس نے نہایت مختصر الفاظ میں یہ واضح کر دیا کہ اگر اسے اپنے ہاتھ کا پکا ہوا کھانے پر مجبور کیا تو فوراً استعفیٰ دے دے گا۔ اُس کے اس رویے سے ہمیں شبہ ہونے لگا کہ وہ واقعی خراب کھانا پکاتا ہے۔

گزشتہ سال ہمارے حال پر رحم کھا کر ایک کرم فرمانے ایک تجربہ کار باورچی بھیجا جو ہر علاقے کے کھانے پکانا جانتا تھا۔ ہم نے کہا: ”بھئی اور سب تو ٹھیک ہے مگر سات مہینے میں دس ملازمتیں چھوڑ چکے ہو، یہ کیا بات ہے؟“ کہنے لگے: ”صاحب! آج کل وفادار مالک کہاں ملتا ہے؟“ اس کی بدولت ہر خطے بلکہ ہر تحصیل کے کھانے کی خوبیاں دسترخوان پر سمٹ کر آ گئیں۔ مثلاً دوپہر کے کھانے پر دیکھا کہ شور بے میں کیری چکولے لے رہی ہے اور سالن اس قدر ترش ہے کہ آنکھیں بند ہو جائیں اور اگر بند ہوں تو پیٹ سے کھل جائیں۔

ایک اور باورچی کا قصہ بھی سن لیجیے، جس کو ہم سب آغا کہا کرتے تھے۔ جس دن سے انھوں نے باورچی خانہ سنبھالا، گھر میں حکیم ڈاکڑوں کی ریل پیل ہونے لگی۔ یوں بھی ان کا پکایا ہوا کھانا دیکھ کر سر (اپنا) پیٹنے کو جی چاہتا ہے لیکن کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ان کو کیوں کر رخصت کیا جائے۔ ایک دن بولے: ”تم روز روز بیمار ہوتا اے..... اس سے ہمارے قبیلے میں بڑی رسوائی ہوتی ہے اور ہمارا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔“ اس کے بعد انھوں نے کہا سنا معاف کرایا اور بغیر تنخواہ لیے چل دیے۔ ایسی ہی ایک دعوت کا ذکر ہے جس میں چند احباب مدعو تھے۔ نئے خانساں نے

سب رنگ

جو قومہ پکایا اس میں شور بے کایہ عالم تھا کہ ناک پکڑ کر غوطہ لگائیں تو شاید کوئی بوٹی ہاتھ آجائے۔ اگا دکا کہیں نظر آ بھی جاتی تو کچھ اس طرح کہ:

صاف چھپتی بھی نہیں سامنے آتی بھی نہیں

جناب نے مشورہ دیا کہ ریفریجریٹر خرید لو، روز روز کی چھک چھک سے نجات مل جائے گی۔ ایک دن لذیذ کھانا پکوا لو اور ہفتے بھر ٹھاٹ سے کھاؤ اور کھلاؤ۔ قسطوں پر ریفریجریٹر خریدنے کے بعد ہمیں واقعی بڑا فرق محسوس ہوا اور وہ فرق یہ ہے کہ پہلے جو بد مزہ کھانا صرف ایک ہی وقت کھاتے تھے اب اسے ہفتے بھر کھانا پڑتا ہے۔

(مشتاق احمد یوسفی)



مشق

• معنی یاد کیجیے

بقول شاعر	:	شاعر کے کہنے کے مطابق
نااہلی	:	نالائق
خانساماں	:	باورچی
شرف	:	عزت، فخر
تلخی	:	کڑواہٹ
سابق	:	پچھلا
مدعو ہونا	:	بلایا جانا
اعصاب	:	رگ پٹھے
تابع دار	:	حکم ماننے والا
سودا سلف	:	بازار سے خریدی جانے والی مختلف چیزیں
دماغ دار	:	گھمنڈی، تیز دماغ والا
پانی اتارنا (محاورہ)	:	غرو رکم کرنا
جوتیاں سیدھی کرنا (محاورہ)	:	خدمت کرنا
مطالبہ	:	مانگ، درخواست
خدو خال	:	چہرہ مہرہ

استغنی دینا	:	نو کرى چھوڑنا
گزشتہ	:	گزرا ہوا، پچھلا
کرم فرما	:	مہربان
خطہ	:	علاقہ
ٹرش	:	کھٹا
ریل پیل	:	بہت زیادہ آمدورفت
رخصت	:	چھٹی
رسوائی	:	بے عزتی
احباب	:	دوست
غوطہ	:	ڈبکی

• سوچیے اور بتائیے

- 1- مصنف کو اطمینان کا سانس لینا کب نصیب ہوتا ہے؟
- 2- مصنف نے ڈل فیل خانساماں کی کیا خصوصیات بیان کی ہیں؟
- 3- ”ہاتھ بیچا ہے زبان نہیں“ خانساماں نے یہ کیوں کہا؟
- 4- مصنف نے ایک تجربہ کار باورچی کے ٹرش کھانوں سے متعلق کیا کہا ہے؟
- 5- ریفریجریٹر خریدنے کے بعد مصنف کو کیا فرق محسوس ہوا؟